مجوسی تہذیب
ایک تاریخی مطالعہ

مولانا محمد مسعود عالم قاسمی

قرآن کریم میں بہت سی قوموں اور ملتوں کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کے عقائد اور اعمال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے انجام وعواقب سے خبردار کیا گیا ہے جبکہ بعض دوسری قوموں اور ملتوں کے صرف اجمالی ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ان کے حالات وکوائف یا عقائد واعمال پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے، ان ہی میں ایک المجوس بھی ہے، یہ نام قرآن میں صرف ایک مرتبہ سورۃ الحج میں بایں طور آیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ	جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی
هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ	ہوئے اور صابئی اور نصاریٰ اور مجوس
وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا	اور جن لوگوں نے شرک کیا ان سب
إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ	کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ
الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ	کردے گا۔ بے شک ہر چیز اللہ کی
شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ (الحج: ۱۷)	نظر میں ہے۔

مذکورہ آیت میں پانچ گروہوں کا تذکرہ ہے، (۱) مسلمان (۲) یہودی (۳) صابئی (۴) نصاریٰ (۵) مجوس۔ مسلمانوں اور مشرکوں کے عقائد واعمال اور انجام سے پورا قرآن بحث کرتا ہے۔ یہود ونصاریٰ کے متعلق بھی قرآن میں ضروری تفصیلات موجود ہیں، صابئہ کے ذیل میں بھی بعض اشارے اس نے کیے ہیں۔ البتہ مجوس کے سلسلہ میں وہ خاموش

ہے، ان کے عقائد و اعمال اور نظریات و مراسم سے اس نے بحث نہیں کی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مجوس کون ہیں ان کے عقائد کیا ہیں ان کا طرزِ زندگی کیا ہے اور ان کی تاریخ و تہذیب کیسی ہے؟ ان سوالوں کا جواب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو بہت کم البتہ تاریخ کے دوسرے ماخذ سے تفصیل سے ملتا ہے، مگر پہلے خود مجوس کی اصطلاح کو سمجھنا ضروری ہے۔

لفظ مجوس کی تحقیق

عربی زبان میں لفظ مجوس کا استعمال معروف ہے یہ اسم اور فعل کی کئی شکلوں میں مستعمل ہے۔ مثلاً مجوس، مجوسی، مجّس، مجس وغیرہ، صحیح حدیث میں ہے۔

کل مولود یولد علی الفطرۃ	ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر
فابواہ یہودانہ او ینصرانہ	اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی
او یمجسانہ[1]	یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

ان استعمالات سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ اور مشتقات عربی قواعد کے مطابق پائے جاتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظ سرے سے عربی زبان کا ہے ہی نہیں بلکہ ایرانی الاصل ہے اور فارسی سے معرب ہے، چنانچہ ابن منظور ابن سیدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

المجوس جیل معروف جمع	مجوس معروف قوم ہے، یہ لفظ جمع ہے
واحدھم مجوسی وھو	اور اس کا واحد مجوسی ہے، یہ معرب ہے
معرب منج کوش وکان رجلا	اور اس کی اصل منج کوش ہے۔ یہ ایک
صغیر الاذنین کان اول من	آدمی تھا جس کے کان چھوٹے تھے، اور
دان بدین المجوس ودعا	یہ پہلا آدمی تھا جس نے مجوسی مذہب
الناس الیہ فعربتہ العرب[2]	کو اختیار کیا اور لوگوں کو اسے اختیار کرنے
	کی دعوت دی۔ اس لفظ کو عرب نے معرب بنالیا۔

بعض لوگوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ یہ لفظ حبشی ہے۔ حبشی زبان میں نکوس کافر کو کہتے ہیں، لفظ مجوس اس نکوس کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور عیسائی حبشیوں کے

ذریعہ عرب تک پہونچا ہے[٣٦] مگر یہ ایک بعید از حقیقت خیال ہے صحیح یہ ہے کہ یہ ایرانی الاصل ہے اور مختصر صوتی اور حرفی تبدیلیوں کے ساتھ آرامیوں کے ذریعہ عربی زبان میں داخل ہوا ہے اور ہیئتی تبدیلی کے ساتھ دوسری زبانوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اوستا میں موگو MAGU یا مگاؤ MAGY مستعمل ہے[٣٧] پہلوی میں موک، فارسی دری میں مگوش اور فارسی میں مغ بولا جاتا ہے[٣٨] بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسی مگوش یا مغ MAGUS کا معرب مجوس ہے۔ بہت ممکن ہے جیسا کہ ابن منظور نے اشارہ کیا ہے کہ یہ نام کسی فرد کا رہا ہو اور اس نے جس طریقہ زندگی کی اشاعت کی ہو اسے بھی اسی نام سے موسوم کیا گیا ہو، اور ایسا عام طور پر ہوتا ہے۔ مثلاً زرتشت ایک شخص کا نام تھا اس نے جس مذہب کی دعوت دی اسے بھی زرتشتیت سے موسوم کر دیا گیا۔ یہی معاملہ بدھ مت اور مسیحیت وغیرہ کا بھی ہے۔

فارسی میں، اس اصطلاح کا متبادل ایک اور لفظ "موبد" ہے جو قدیم ترین زمانہ سے آج تک ایران کے دینی رہنماؤں کے لیے بولا جاتا رہا ہے، موبد کی اصل مغوپت ہے اور یہ لفظ مغ کو وسعت دے کر بنایا گیا ہے[٣٩] انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں لفظ میجک MAGIC مستعمل ہے، جس کے معنی جادو کے ہیں یہ بھی مجوس (مغ) ہی سے مستعار لیا گیا ہے کیونکہ مجوس جادو ٹوٹکے وغیرہ میں مشہور تھے اس لیے یہ نام یورپ میں جادو کے لیے بولا جانے لگا[٤٠]

ایک غلط فہمی

مغ کا اطلاق کلدانیوں پر بھی ہوتا ہے، اس بنا پر بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ مغ کی اصل بابل اور اسیریا سے ہوگی اور بعد میں ایرانیوں کو بھی اسی نام سے موسوم کیا گیا ہوگا مگر یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایرانی الاصل ہے اور ایران ہی سے سرزمین بابل میں پہونچا ہے، اس کی شکل کچھ یوں ہوئی کہ ٥٣٩ ق م میں بابل کورش ہخامنشی کے ہاتھوں فتح ہوا اس کے ساتھ ہی بابل میں مجوسیوں کی آمد و رفت بڑھی اور مجوسی مذہب وہاں رائج ہوا جن لوگوں نے اس مذہب کو وہاں قبول کیا ان کو مغ کہا گیا جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا[٤١] یہ بات اس لیے بھی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کہ جو لفظ جس زبان کا ہوتا ہے اس کی اصلیت اسی سرزمین میں ہوتی ہے، نہ کہ کسی اور جگہ۔

مجوس کی تاریخ

بہت سے قدیم وجدید مصنفین اور قرآن کریم کے اکثر مفسرین نے زرتشت کے پیرووں کو مجوس قرار دیا ہے۔ اور زرتشت کو آئین مغاں کا بانی اور موسس سمجھا ہے، مگر تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو مجوسی مذہب، مذہب زرتشت کی پیدائش سے بیشتر سرزمین ایران میں موجود تھا، چنانچہ ایک ہزار سال قبل از مسیح یعنی زرتشت کے ظہور اور اس کی طرف منسوب کتاب اوستا کے وجود میں آنے سے پہلے نیز مزدیسنی مذہب کی تاسیس اور سلطنت ماد Meda کی تشکیل سے پہلے ایران کے غیر آریائی باشندوں میں ایک دین رائج تھا جسے "آئین مغاں" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔[۹] یونانی کتب تاریخ میں قدیم تر اور نسبتاً معتبر کتاب "ہرودت" ہے اس کے مشتملات سے بھی مجوسی مذہب کی قدامت پر روشنی پڑتی ہے، ہرودت کا مصنف کلی یو لکھتا ہے کہ "دیوکس صرف قوم ماد کو اپنے ساتھ جمع کر سکا جس پر اس کی حکومت قائم ہوئی"۔[۱۰] یہ ماد قوم چھ قبائل پر مشتمل تھی (۱) بوذ (۲) پارتاسنی (۳) ستروشات (۴) اریزانت (۵) بودا (۶) مغ۔ ان قبائل میں اول چار قبائل کا تعلق آریا نسل سے تھا جبکہ آخری دو قبائل یعنی بودا اور مغ غیر آریا تھے، جو مادسماج کا قدیم تر قبیلہ تھے۔[۱۱] عبدالکریم شہرستانی نے بھی الملل والنحل میں زرتشتیوں کو مجوسی قوم کا ایک فرقہ یا گروہ کہا ہے۔ اس نے مجوسی قوم کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے (۱) کیومرثیہ (۲) زروآنیہ (۳) زردشتیہ اور ان تینوں کے عقائد پر الگ الگ گفتگو کی ہے۔[۱۲]

اوستا میں موغو اور قدیم فارسی میں مگوش خادم اور نوکر چاکر کے معنی میں استعمال کیے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آریوں نے ایران کے قدیم باشندوں پر حملہ کیا تو دوسرے ان ممالک کی طرح جہاں کے لوگ آریوں کے حملہ کی زد میں آئے اور زندہ بچ گئے ان کو آریوں نے خادم اور غلام بنالیا، ایرانیوں کو بھی آریوں نے نوکر چاکر بنالیا۔ اور اس طرح وہ مگوش قرار دیے گئے یا پھر یہ سمجھا جائے کہ چونکہ مجوسی مذہبی خادم اور دینی ملازم ہوا کرتے تھے اس لیے ان کو ان کے مذہبی پیشہ کے نام سے موسوم کیا گیا، بہرصورت مغ عیلامی قبیلہ کی طرح ایران کے قدیم باشندے

تھے[۱۳] اور ان کا تعلق حملہ آور آریوں سے ہرگز نہ تھا۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ ایران کے مجوس اور ہندوستان کے دراویڈین (DRAVIDIAN) ایک نسل سے تعلق رکھتے تھے[۱۴] مگر اس خیال کی تائید تاریخ کے دیگر ماخذ سے نہیں ہوتی۔ ہندوؤں کی قدیم کتابوں میں مغوں کا تذکرہ "برہمن" کی حیثیت سے بھی آیا ہے۔ یہ سب ہندو میتھالوجی کا ایک حصہ ہیں۔ مثلاً یہ کہ "سوجیہو، مہر اگوترا کا ایک برہمن تھا اسی کے پاس ایک لڑکی تھی جس کا نام نکشوبھا تھا، اس سے سورج دیوتا کو محبت ہوگئی پھر ان دونوں سے اولاد ہوئی جس کا نام جراسبد یا جراشا شتر رکھا گیا تھا اور اسی سے تمام مغ پھیلے[۱۵] اس داستان میں جس شخص کو جراساشتر کہا گیا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ زرتشت ہو مگر اس سے مغوں کا پھیلنا ناقابل فہم ہے۔ البتہ ہندی لٹریچر میں مغوں کا تذکرہ آفتاب پرستی کے ضمن میں آیا ہے، جہاں اس کو سکدیپا کے برہمن کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا ہے[۱۶] ظاہر ہے اس سے بھی مراد وہ ایرانی مجوس نہیں ہو سکتے اگرچہ بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ ہندوستان میں آفتاب کی پرستش کو رواج دینے والے ایران کے مجوس تھے[۱۷]

مجوس کا علاقہ

مجوسیوں کا علاقہ میڈیا (MEDIA) یعنی مغربی ایران تھا، یہ علاقہ ایران کے دوسرے خطوں کی نسبت خاص اہمیت اور امتیاز کا حامل تھا، اس کی مذہبی، سیاسی اور ثقافتی پوزیشن خاصی مضبوط اور بااثر تھی، اور مجوسی اس علاقہ کا بااثر اور سربرآوردہ قبیلہ تھا[۱۸] مجوسیوں کے لیے یہ بہت آسان تھا کہ وہ ایرانیوں کی غیر تشکیل شدہ فطرت یا مظاہر پرستی میں اپنے آپ کو پیشوائی کے مقام پر فائز کرلیں، اور یہی راز تھا ان کے سماجی اثر و رسوخ کا۔ چنانچہ مجوسیوں کو نہ صرف ان کے اپنے علاقہ میڈیا بلکہ ایران کے دیگر خطوں میں بھی معزز اور قابل احترام طبقہ سمجھا جاتا تھا، اس عزت واحترام اور مرجعیت کی وجہ طاقت مذہب اور تعلیم کی وہ تثلیث تھی جو اس طبقہ نے اپنے اندر جمع کرلی تھی، اور انہی صفات کی بدولت ایک طرف تو وہ بابل کی حکومت میں کارپرداز نظر آتے ہیں اور دوسری طرف ایران میں بادشاہت کی تشکیل اور سیاست کی تنظیم میں دخیل دکھائی دیتے ہیں۔ جس زمانہ میں میڈیا پر پارسیوں کا قبضہ ہوا اور بادشاہت آریوں کے حصہ

میں آئی اس وقت بھی ایرانیوں میں مجوسیوں کی طاقت و ثروت مسلم تھی حکومت کے اہم سیاسی اور مذہبی عہدوں پر وہ فائز تھے [۱۹] اگرچہ شمالی ایران کے غیر مجوسی باشندے ان کو رشک و رقابت کی نظروں سے دیکھتے تھے، مجوسیوں نے اپنی ایک ناکامی کے باوجود نئے سیاسی نظام اور بدلتے ہوئے حالات میں اپنے آپ کو اس طرح فٹ کر لیا تھا کہ گویا وہ اسی کے لیے وجود میں آئے تھے، اور حالات سے سمجھوتہ کرکے اپنے آپ کو باقی رکھنے اور ترقیاں حاصل کرنے کا یہ ایک کامیاب طریقہ تھا۔

مجوس کا منصب اور فرائض

اوستا کے یورپی مفسرین نے مغ کے مختلف معنی بیان کیے ہیں لیکن اگر اس لفظ کو سنسکرت زبان کے لفظ "مگھ" جس کے معنی ثروت اور داد و دہش کے ہیں، سے ہم رشتہ یا ہم شکل سمجھا جائے تو یہ اوستا کے بیان اور خود مغوں کے منصب اور پیشہ سے زیادہ ہم آہنگ ہوگا۔ کیونکہ مجوسی اپنے علاقہ میں صاحب ثروت و منصب بھی تھے [۲۰] مجوسیوں کی قدامت پر داریوش (دارا) کے اس کتبہ سے بھی روشنی پڑتی ہے جو "بہستان" میں برآمد ہوا تھا، اس میں زیر بحث قوم کو مغ سے موسوم کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ گوماتا (GOUMATA) کورش کا بیٹا اور کموجیہ کا بھائی، جس نے حکومت ہخامنشیوں سے غصب کرلیا اور خود کو بادشاہ کہلوایا ایک مغ تھا، مگر شہنشاہ نے اس بغاوت پر قابو پالیا اور مغ کی بڑی تعداد کو تہ تیغ کردیا اور اپنے خاندان کو اس کے خطرہ سے نجات دلائی [۲۱]

عبرانی کتابوں اور انبیاء بنی اسرائیل کے صحیفوں میں متعدد جگہ مجوسیوں کا تذکرہ ملتا ہے، عہدنامہ قدیم، کتاب یرمیاہ میں ایک صاحب منصب مجوسی کا بخت نصر بادشاہ بابل کے دربار میں موجود ہونے کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے "شاہ بابل کے سب سردار یعنی نیرگل سراضر سمگر نبو، سرسکیم، خواجہ سراؤں کا سردار، نیرگل سراضر مجوسیوں کا سردار اور شاہ بابل کے دوسرے سردار داخل ہوئے" [۲۲] اور نیرگل سراضر مجوسیوں کے سردار اور بابل کے سب سرداروں نے آدمی بھیج کر یرمیاہ کو قید خانہ کے صحن سے نکلوالیا [۲۳]

واضح رہے کہ ۶۰۰ ق م میں پارسی حکومت کے قیام سے پہلے بابل کی حکومت میں مجوس کا عمل دخل تھا۔ اور جیسا کہ مذکورہ اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بخت نصر کے شاہی

خدام و ملازمین میں شامل تھے، عہد نامہ جدید میں متی کے انجیل میں بھی بایں طور مجوسیوں کا تذکرہ آیا ہے، "جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا تو دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں[۲۴]۔

ایک صدی قبل از مسیح کا رومی مورخ سسرو خطیب لکھتا ہے کہ "مغوں کا شمار ایرانیوں کے نزدیک عالموں اور عقل مندوں میں ہوتا تھا، کوئی شخص بھی "تعلیمات مغاں" کو حاصل کرنے سے پہلے ایران کی بادشاہت تک نہیں پہونچ سکتا تھا[۲۵]۔ دمشق کے ایک مورخ نیکولاوس کا بیان ہے کہ کورش نے راستی اور انصاف پسندی کی تعلیم مغاں سے حاصل کی تھی[۲۶]۔ دارمیستر لکھتا ہے کہ ایران میں میڈیا کے مجوسیوں کا احترام کیا جاتا تھا اور مذہبی رسوم کی ادائیگی میں ان کی شرکت ضروری سمجھی جاتی تھی[۲۷]۔ سلطنت ماد کے زمانے میں دینی پیشوا انہی کے درمیان سے منتخب کیے جاتے تھے[۲۸]۔ چوتھی صدی عیسوی کے رومی مورخ امیانوس مارسلینوس کے مطابق زرتشت کے زمانہ سے لے کر آج تک مغاں دینی خدمت پر مامور رہے ہیں[۲۹]۔

تیسری صدی عیسوی کا فلاسفر پرفریوس لکھتا ہے کہ "مغ قدیم زبان میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو علم الٰہی کا جاننے والا ہے اور پروردگار کی تقدیس کرتا ہے"۔ پہلی صدی عیسوی کا یونانی فلاسفر دیوگریوس کہتا ہے کہ مغاں وہ لوگ ہیں جنھوں نے راست گوئی میں امتیاز پیدا کیا ہے اور خدا کی تجید اور اس کے احکام کے اجرا میں زندگی گزارتے ہیں مگر نادانی سے لوگ جادوگروں کو بھی یہی نام دیتے ہیں[۳۰]۔

تاریخ چین کی ایک کتاب "دی شو" میں جو چھٹی صدی عیسوی میں لکھی گئی ہے۔ ایران بعہد ساسان پر ایک ضمنی بحث ملتی ہے جس میں "موہو" (جو چینی زبان میں مغوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے) کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو احکام و قضا اور جزا و سزا کے ذمہ دار ہیں۔ خودمانی کے ماخذ میں یہی امور مجوسیوں کے منصبی فرائض کے بطور دکھائے گئے ہیں[۳۱]۔ ہیرودت کے مصنف نے پارسیوں کے مذہبی مراسم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ خدائے پاک کی قربانی کے وقت جانور کو کسی پاک جگہ پر لے جاتے ہیں اور اس کو ذبح کرکے اپنے لیے، پارسی قوم کے لیے اور پارس کے بادشاہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ پھر قربانی کے گوشت کو پکاتے ہیں اور تازہ گھاس کا بستر بچھا کر گوشت کے تمام

پارچوں کو اس پر پھیلاتے ہیں، اس کے بعد مغاں میں سے ایک جو اس جگہ موجود ہوتا ہے مذہبی سرود پڑھتا ہے اور اس کا اصول یہ ہے کہ کوئی قربانی بغیر کسی مغ کی موجودگی کے ہدیہ نہیں ہوتی۔ مغ جو سرود پڑھتا ہے وہ خداؤں کا نسب ہے اور جس طرح وہ پڑھتا ہے وہی اس کے مذہبی سرود کی نوع ہے، مذہبی سرود کے ختم ہونے کے بعد قربانی کرنے والا تھوڑا صبر کرتا ہے پھر گوشت اپنے گھر لے جاتا ہے۔[۳۲]

ایرانی زرتشتیوں کے یہاں زمانہ قدیم سے آج تک مذہبی پیشوائی کا منصب موروثی ہوتا ہے اور وہ اپنے مذہبی پیشوا کو "موبد" کہتے ہیں۔ بتایا جا چکا ہے کہ موبد مغ کی ترقی یافتہ شکل ہے، اس سے یہ بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ مجوس مخصوص قبیلہ یا گروہ ہیں جنھوں نے پشت در پشت دینی پیشوائی اور مذہبی رہنمائی کے فرائض انجام دیے ہیں، اسی لیے بہت سے مورخوں نے مجوس کو قبیلہ کے بجائے مذہبی گروہ کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔[۳۳] چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں زرتشت مذہب کی اشاعت کے بعد بھی دینی پیشوائی مجوسیوں ہی کو حاصل رہی، گویا ہندوستان کے برہمنوں کی طرح ایران کے مجوسیوں کو جو امتیاز حاصل تھا وہ بنیادی طور پر مذہبی تھا اور سیاسی مغلوبیت کے باوجود مذہبی ثقافتی اور تعلیمی اعتبار سے انھوں نے بعد کے حالات میں اپنی پوزیشن بحال رکھنے کی کوشش کی۔

مجوس کے عقائد

مجوسی مذہب ایرانی مذاہب میں قدیم ترین ہے غالبًا اسی وجہ سے مجوسی عقائد کی پوری تفصیل نہیں ملتی۔ قدیم کتب تاریخ مثلاً ہرودت وغیرہ میں اور زردشت مذہب نیز ایرانی روایات میں ان کے جو اثرات باقی ہیں ان سے مجوسی عقائد پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔ مجوسی مذہب میں ثنویت (دوگانگی) بنیادی عقیدہ کی حیثیت رکھتی ہے، یعنی خدائے خیر اور خدائے شر، خدائے نور اور خدائے ظلمت کے دو متوازی وجود پر یقین کرنا اور ان کی ازلی کشمکش پر ایمان لانا اصل عقیدہ ہے زرتشت مذہب میں یہ ثنویت جو یزداں اور اہرمن کے نام سے ملتی ہے وہ مجوسیوں کا ہی ورثہ ہے۔ اس لیے کہ اوستا کے قدیم تر حصہ "گاتھا" میں ثنویت اور دوگانگی کی تعلیم نہیں دی گئی ہے بلکہ اس سلسلہ میں صراحت بھی نہیں ملتی، یہاں تک کہ اہرمن کا نام بھی اس میں شاذ و نادر ہی آیا ہے۔ جبکہ مجوس اہرمن

کو مزدا اہورا کے مقابلہ میں مستقل فاعل بالذات، طاقت ور اور زندہ وجاوید تصور کرتے ہیں وہ مزدا اور اہرمن کی کشمکش ازلی قرار دیتے ہیں اور اہرمن کے نام کی قربانیاں بھی دیتے ہیں[۳۴]۔

مجوسی عقائد میں عناصر کا احترام بھی بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ مجوس آگ، پانی، ہوا، اور مٹی کو قابل احترام تصور کرتے ہیں اور ان کو لائق عبادت قرار دیتے ہیں، چونکہ ان کے نزدیک یہ عناصر مقدس اور محترم ہیں اس لیے وہ ان کو ناپاکی اور آلودگی سے بچانے کے لیے اپنے مردوں کی لاشوں کو جو ان کے نزدیک ناپاک ہو جاتے ہیں نہ تو مسلمانوں کی طرح دفن کرتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی طرح جلاتے ہیں بلکہ ان کو کسی کھلی اور اونچی جگہ مثلاً پہاڑ یا میدان وغیرہ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ ان کو مردار خور چڑیا اور جانور کھا جائیں[۳۵] ان عناصر میں بھی خصوصی اہمیت آگ کو دی گئی ہے، مجوسی بطور خاص آگ کی پرستش کرتے ہیں اس کے لیے آتش کدہ بنانے اور اسے شہر کی نسبتاً بلند جگہ پر رکھتے ہیں۔ اس آتش کدہ میں شب و روز آگ روشن رہتی ہے، اس کے سامنے وہ مناجات پڑھتے اور دعائیں مانگتے ہیں یہی ان کی عبادت ہے۔

مشہور مفسر قرآن ابن جریر طبری نے بھی مجوسیوں کا تعارف آتش پرستی کے ضمن میں کرایا ہے وہ کہتے ہیں:

المجوس الذین عظموا النیران وخدموھا[۳۶]	مجوس وہ لوگ ہیں جو آگ کی تعظیم اور اس کی خدمت کرتے ہیں۔

آتش پرستی کے ساتھ مجوسیوں کے ہاں آفتاب پرستی کو بھی یکساں مقبولیت حاصل رہی ہے، شاید اس وجہ سے کہ روشنی اور حرارت کا سب سے بڑا سرچشمہ آفتاب ہی ہے۔ آفتاب پرستی جتنا مجوسیوں میں عام رہی ہے۔ شاید دوسری مشرک قوموں میں نہ ہو۔ عہد نامہ قدیم کی کتاب حزقیال میں بھی اس کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے"پھر وہ مجھے خداوند کے گھر کے اندرونی صحن میں لے گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ خداوند کی ہیکل کے دروازہ پر آستانہ اور مذبح کے درمیان تقریباً ۲۵ شخص ہیں جن کی پیٹھ خداوند کے ہیکل کی طرف ہے اور ان کے منہ مشرق کی طرف ہیں اور مشرق کا رخ کرکے آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔ تب اس نے مجھے فرمایا، اے آدم زاد! کیا تو نے یہ دیکھا ہے؟ کیا بنی یہوداہ کے نزدیک یہ چھوٹی سی بات ہے کہ وہ یہ مکروہ کام کریں جو یہاں کرتے ہیں

کیونکہ انھوں نے تو ملک کو ظلم سے بھر دیا ہے اور پھر مجھے غضبناک کیا اور دیکھ وہ اپنی ناک سے ڈالی لگاتے ہیں"[۳۷] مجوسیوں میں آفتاب کی پرستش کا طریقہ یہ تھا کہ وہ عبادت کے وقت اپنے سامنے گھاس یا سبزی کی ٹہنیاں اور پتیاں رکھ لیتے تھے اس رسم کو وہ برسوم (Barsom) کے نام سے یاد کرتے تھے۔ بعد میں یہ رسم بعینہٖ زرتشتیوں میں عبادت کے لیے رائج ہو گئی[۳۸] جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہندوستانی برہمنوں میں بھی مجوسیوں کے اثر سے آفتاب کی پرستش اور آفتاب مندر کا رواج عام ہوا وزہمر اپنی کتاب برہیت سمہتا میں لکھتا ہے کہ سورج پرستی کا تصور اور سورج مندر کا قیام ہندوستان میں مجوسیوں کی بدولت عمل میں آیا ان مجوسیوں کو ساکا فرقہ کا برہمن خیال کیا جاتا ہے[۳۹] آتش و آفتاب کے علاوہ مجوس روشنی کی بھی پرستش کرتے ہیں اور اس کی علامت ان کے یہاں متھرا یا مترا ہے۔ جسے وہ روشنی کی دیوی قرار دیتے ہیں، نیز وہ اناہتا (پانی کی دیوی) کی بھی پرستش کرتے ہیں"[۴۰] یونانی روایات کے مطابق مجوسیوں میں رستاخیز یعنی حیات بعد الموت کا عقیدہ بھی پایا جاتا ہے اس کے مطابق نیک روحوں کو حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے[۴۱]

مجوس کے رسم و رواج

مجوسیوں میں عہد قدیم سے قریبی رشتہ دار مثلاً بھائی بہن میں شادی بیاہ کا رواج پایا جاتا تھا اور اسے سماجی طور پر ہی نہیں بلکہ مذہبی اعتبار سے بھی اہمیت حاصل ہے اس رسم کو فارسی میں خویذ و گدس (Khuvedhvagdas) کہتے ہیں اور عرب اسے ضیزن کہتے ہیں[۴۲] بھائی بہن میں ازدواجی تعلقات کا رواج ایران اور اس کے باہر ہندوستان میں مجوسیوں ہی کے ذریعہ ہوا، زرتشت مذہب میں اسے ایک برا عمل سمجھا جاتا تھا اوستا میں اس ہم رشتگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، البتہ ساسانی عہد میں پہلوی تحریروں میں اسے فارسی ہونے کی نسبت قبول کر لیا گیا اور مجوسیوں کا یہ مکروہ طریقہ ایران میں از سر نو زندہ ہو گیا[۴۳] دوسری طرف جنوبی ہند میں بدھسٹ عہد میں خونی رشتوں میں شادی بیاہ کی رسم انہی مجوس کے زیر اثر پیدا ہوئی[۴۴] مجوسیوں میں اس ہم رشتگی کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ مذہبی اور ثقافتی لحاظ سے ایک خاص قبیلہ تھے۔ اپنی نسل کو اختلاط سے

بچانے اور اپنے خاندان کو بدستور پیشوائی کے مقام پر فائز رکھنے کے لیے انھوں نے یہ مناسب سمجھا ہو کہ ازدواجی تعلقات اپنے ہی خاندان تک محدود رکھے جائیں یا یہ ہوسکتا ہے کہ اس رسم کو بھی مقبول بنانے میں ان کے بزرگوں کا کوئی عمل محرک بن گیا ہو جیسا کہ رسموں کے بننے میں بزرگوں اور بڑوں کے عمل کا خاص دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ امام ابویوسف نے کتاب الخراج میں بروایت حضرت علی ایک واقعہ بیان کیا ہے جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: فطر بن خلیفہ کا بیان ہے کہ فردہ بن نوفل الاشجعی اور مستور بن الاحنف نے حضرت علی کے سامنے جزیہ لینے کا مسئلہ رکھا تو انھوں نے فرمایا کہ مجوسیوں کے بارے میں تم کو میں ایسی بات بتاتا ہوں جس سے تم کو اطمینان ہو جائے گا۔ مجوسیوں کے پاس پہلے ایک آسمانی کتاب تھی جسے یہ پڑھا کرتے تھے، ایک دن ان کا بادشاہ شراب پی کر بدمست ہوگیا اور اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور اسے آبادی سے باہر لے گیا وہاں اس نے اس سے مباشرت کی، چار آدمی اس کے تعاقب میں گئے جو یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، جب اس کا نشہ اترا اور وہ ہوش میں آیا تو اس کی بہن نے کہا تم نے میرے ساتھ یہ حرکت کی جبکہ فلاں فلاں لوگ یہ ساری حرکت دیکھ رہے تھے۔ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ میں نے کیا کیا۔ اس کی بہن نے کہا تم نے وہ کام کیا ہے جس کے نتیجہ میں آج تم قتل کر دیئے جاؤ گے اور اگر تم میری بات مان لو تو اس کام کو دینی طریقہ قرار دے کر لوگوں سے کہو کہ آدم کا دین یہی تھا اور حوا آدم کے اصل سے تھی، پھر تمام لوگوں سے بزور شمشیر یہ بات منواؤ جو تمہاری بات مان لے اسے چھوڑ دو اور جو نہ مانے اسے قتل کر دو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا مگر کسی نے اس کی بات نہیں مانی اور وہ دن بھر قتل و خون کرتا رہا پھر اس کی بہن نے مشورہ دیا کہ لوگ تلوار کے مقابلہ میں ڈھیٹ ہوگئے ہیں تم ان کو آگ کی سزا دو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو لوگ آگ سے ڈر گئے، اور اس کی بات مان لی[۴۲۹]

مجوسی، کہانت، اختر شناسی، تعبیر خواب وغیرہ میں بھی دسترس رکھتے تھے، اختر شناسی کا ایک واقعہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے متعلق عہد نامہ جدید کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے، تعبیر خواب کے بارے میں ہرودت کا مصنف لکھتا ہے کہ ماد حکومت کے جو تھے حکمراں استیاز کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ماندان تھا، بادشاہ نے ایک دن

۴۲۹

خواب میں دیکھا کہ اس لڑکی نے اس قدر پانی بہایا کہ اس کا شہر ڈوب گیا، یہاں تک کہ پورا ایشیا اس کی زد میں آگیا، بادشاہ نے اس خواب کو مجوسیوں کی جماعت کے سامنے رکھا جن کا کام ہی خواب کی تعبیر بیان کرنا تھا، بادشاہ کو انہی مجوسیوں کے ذریعہ اپنے ایک اور خواب کی تعبیر بھی معلوم ہوئی تھی[۴۷] مجوسی، شعبدہ اور جادوگری وغیرہ میں بھی مشہور تھے بلکہ یورپی زبان میں جادو ان کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ شاید جادوگری سے ان کا اختصاص اس درجہ تھا اس کے ردعمل میں زرتشت نے جادو اور طلسم و کہانت کی مخالفت کی اور اسے ممنوع قرار دیا۔[۴۷]

مجوس کا پیشہ

پیشہ کے لحاظ سے مجوس شراب سازی اور شراب فروشی میں ممتاز تھے۔[۴۸] اور یہ کاروبار خاصا منفعت بخش بھی ثابت ہوا تھا، چنانچہ اس صنعت میں ان کو اتنا اختصاص تھا کہ ساقی کا نام ان کے نام سے معروف ہو گیا اور مغان، پیر مغاں اور مغ بچہ کی اصطلاح زبان زد خاص و عام ہو گئی، اور مے، میکدہ، خمار اور بادہ و جام کی طرح معروف ہو گئی۔ ان کی صنعت شراب سازی کا حوالہ دیتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے کہ:

مغاں کہ دانہ انگور آب می سازند — ستارہ می شکنند آفتاب می سازند

مغاں کی اصطلاح صرف پہلوی یا فارسی میں شراب کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اردو میں بھی ساقی اور شراب سازی کے لیے یکساں طور پر بولی جاتی ہے مثلاً علامہ اقبال کہتے ہیں۔

ہجوم اس قدر کیوں ہے شراب خانے میں — فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

شراب کی تخصیص کے ساتھ مغاں کے استعمال کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اسلامی حکومت میں شراب فروشی، شراب نوشی اور شراب خانوں کا کھولنا مسلمانوں کے لیے قانوناً منع تھا، یہ کاروبار صرف ایران و عراق کے مجوس کرتے تھے۔ ان پر یہ پابندی نہیں تھی، اس لیے شراب ان کے نام کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔[۴۹]

زرتشتی اور مجوسی

بالعموم جب مجوسی بولا جاتا ہے تو لوگ اس سے مراد زرتشت کے پیروں کو لیتے

ہیں۔بہت سے قدیم وجدید مصنفوں نے بھی زردشتیوں کو ہی مجوسی قرار دیا ہے،اس سے یہ تمیز ختم ہو جاتی ہے زرتشتی اور مجوسی دو الگ الگ گروہ ہیں اور ان عقائد میں اختلاف بھی ہے ۔اس کے کچھ تاریخی اسباب ہیں۔اول یہ کہ زرتشت کی پیدائش میڈیا میں ہوئی جو مجوسیوں کا مرکز تھا۔زرتشت نے بعد میں جس مذہب کی اشاعت کی اس میں انھوں نے جہاں مجوسیوں کے بہت سے عقائد اور مراسم کو نظر انداز کر دیا وہاں ان کی بہت سی چیزوں کو باقی بھی رکھا دوم یہ کہ زرتشت ساتویں صدی ق م میں پیدا ہوا اس وقت تک ہخامنشی خاندان برسراقتدار نہیں آیا تھا اور میڈیا کی سیاسی وثقافتی پوزیشن خاصی مضبوط تھی ، اس لیے زرتشت کے لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ مجوسی نظریات و مراسم کو تمام تر نظر انداز کر دے اس صورت حال میں اگر زرتشت کی تعلیمات میں مجوسی اثرات رہتے ہیں تو یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں اگرچہ اس کی وجہ سے یہ دونوں گروہ بعد میں باہم گڈمڈ کر دیے گئے۔

سوم یہ کہ زرتشتیوں کے بڑھتے ہوئے اثرات کو دیکھتے ہوئے مجوسیوں نے زرتشت مذہب کا لبادہ اوڑھ لیا اور پھر عیسائیت کو گمراہ کرنے والے سینٹ پال کی طرح جس نے ۳۲۵ء میں عیسائیت میں تثلیث داخل کر دی۔مجوسیوں نے بھی مناسب موقع پر اپنے قدیم نظریات اس میں داخل کر دئے۔

چہارم یہ کہ مجوسی جس طرح زرتشت سے پہلے مذہبی پیشوائی کے مقام پر فائز تھے اور ہنرمند سمجھے جاتے تھے۔اسی طرح بعد میں بھی وہ مختلف تدبیروں سے ان مناصب پر فائز رہے اور زرتشتیت ومجوسیت میں اشتباہ کا موجب بنے۔

پنجم یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح زردشت کے پیرو بھی ضعیف الاعتقاد اور اثر پذیر واقع ہوئے تھے۔جس قوم کی جو چیز اچھی لگی اسے اپنا لیا۔علاقائی قوموں کا لباس اچھا لگا اسے اختیار کر لیا۔یونانیوں کی جنسی بے راہ روی پر دل ریجھ گیا اسے قبول کر لیا۔خوشیوں اور لذتوں کے حصول کی دیگر صورتوں کو اخذ کر لیا[۵۵] مجوسیوں کے مذہبی مراسم اچھے لگے ان کو اختیار کر لیا مثلاً ثنویت ،آتش پرستی ، آفتاب پرستی ،پانی اور متھرا کی پرستش، مردوں کو کھلی جگہ چھوڑنے کی رسم،خونی رشتوں میں شادی بیاہ کی رسم وغیرہ مجوسیوں ہی سے زرتشتیوں نے اخذ کی اور ایک زمانہ وہ آیا جبکہ زرتشتیوں نے مجوسیوں کے رنگ وآہنگ کو پورے طور پر قبول کر لیا اور مجوسی وزرتشتی باہم شیر وشکر ہو گئے۔

ششم یہ کہ مجوسی لوگ سیاسی، ثقافتی اور مذہبی وتعلیمی کئی پہلوؤں سے ممتاز ہونے کی بنا پراس پورے مذہب کے نمائندہ بن گئے جس نے ایرانی سرزمین میں نشو ونما پائی، اور مجوسیت صرف زرتشتیت ہی نہیں بلکہ مانی اور مزدک کے مذاہب کے لیے بھی بولی جانے لگی، عربوں نے ایران کے تینوں مذاہب پر یکساں طور پر مجوسیت کا اطلاق کیا، کیونکہ ظہور اسلام کے وقت عرب میں جن لوگوں کو مجوسی کہا جاتا تھا وہ کم تر زرتشت اور زیادہ تر مانی کے پیرو تھے[۵۲] خود ایران کے باشندوں کو بھی مجموعی طور پر مجوس کہہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرائے ایران کے نام جو دعوتی مکتوب لکھا اس آخر میں آپ نے فرمایا،

فان ابیت فان اثم المجوس علیک[۵۳]	اگر تم نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تم پر ہوگا۔

حواشی

۱ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین

۲ ابن منظور، لسان العرب، مادہ مجوس

۳ فضل الرحمن، ماہنامہ معارف، مارچ ۱۹۲۵ء اعظم گڑھ

۴ ڈاکٹر محمد خزائلی، اعلام القرآن ص ۵۲۷، تہران ۱۳۴۱ بہمن

۵ Shorter encyclopeadia of Islam, Madjus,

۶ اعلام قرآن ص ۵۳۰ ۷ ایضا ۸ ایضاً ص ۵۲۷

۹ علی اصغر حکمت نہ گفتار، در تاریخ مذاہب وادیان، ص ۱۸۶ تہران ۱۳۴۱ بہمن۔

۱۰ کلی یو، تاریخ ہرودت اوّل ص ۱۸۵، فارسی ترجمہ ڈاکٹر ہادی ہدایتی، تہران ۱۳۴۱ بہمن۔

۱۱ ایضاً ۱۲ محمد بن عبد الکریم شہرستانی، الملل والنحل ۱/۲۳۳، بیروت ۱۹۷۵ء

۱۳ Encyclopeadia of religion and ethics, Magi,

۱۴ نہ گفتار در تاریخ مذاہب وادیان ص ۱۸۷

۱۵ N.M. Chapeker, Ancient India and Iran, PP. 30 Delhi 1982

۱۶ Sudhaker, The Achamenids and India PP. 4, Delhi 1974

۱۷ھ Ancient India and Iran PP. 33 ۱۸ھ اعلام القرآن ص۵۲۸

۱۹ھ Encyclopeadia of religion and ethics, Magi ۲۰ھ اعلام قرآن ص۵۲۸

۲۱ھ نہ گفتار در تاریخ مذاہب و ادیان ص۱۸۷ ۲۲ھ عہد نامہ قدیم، کتاب یرمیاہ، ۳/۳۹

۲۳ھ عہد نامہ جدید، کتاب متی، ۲/۱-۲ ۲۴ھ ایضاً ۲۵ھ اعلام قرآن ص۵۲۸ ۲۶ھ ایضاً

۲۷ھ مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب، ص۳۸، لاہور ۱۹۸۶ء ۲۸ھ تاریخ ہرودت ۱/۱۸۹

۲۹ھ اعلام قرآن ص۵۲۸ ۳۰ھ ایضاً ۳۱ھ ایضاً ۳۲ھ تاریخ ہرودت ۱/۲۱۷

۳۳ھ William culicun, The meded and Persian, PP. 173 London 1965

۳۴ھ Encyclopeadia religion and ethics

۳۵ھ نہ گفتار در تاریخ مذاہب و ادیان ص۱۸۸-۱۸۹ ۳۶ھ محمد بن جریر طبری، تفسیر القرآن، سورۃ الحج آیت ۱۷

۳۷ھ عہد نامہ قدیم، کتاب حزقی ایل ۸/۱۶-۱۷ ۳۸ھ Encyclopeadia of religion and ethics

۳۹ھ The Achamenids and India PP. 4

۴۰ھ اسلام اور مذاہب عالم ص۴۳ ۴۱ھ عباس محمود العقاد، موسوعہ ۱/۱۰۷، بیروت ۱۹۷۰ء

۴۲ھ ڈاکٹر حمید اللہ، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص۲۱۳، کراچی ۱۹۸۰ء

۴۳ھ Encyclopeadia of religion and ethics

۴۴ھ Moultan, Early religious poetry of Persia PP.75

۴۵ھ امام ابو یوسف، کتاب الخراج، ص۲۹۶-۲۹۷، اردو ترجمہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، کراچی ۱۹۶۶ء

۴۶ھ تاریخ ہرودت ۱/۱۳۹ ۴۷ھ اعلام قرآن ص۵۲۶ ۴۸ھ نہ گفتار در تاریخ مذاہب و ادیان ص۱۹۰

۴۹ھ سید سلیمان ندوی، ماہنامہ معارف مارچ ۱۹۴۲ء، اعظم گڑھ ۵۰ھ Encyclopeadia of religion and ethics زرتشت کی پیدائش اگرچہ میڈیا میں ہوئی مگر اس نے اپنی اصلاحات کے لیے جو علاقہ ابتدا میں منتخب کیا وہ مغربی ایران نہ تھا بلکہ مشرقی ایران تھا، جہاں کا حکمران اس کا معتقد ہوگیا، زرتشت کی پیدائش کے سلسلے میں ایک خیال یہ بھی ہے کہ وہ آذربائیجان کے علاقہ میں پیدا ہوا۔ (اعلام قرآن ص۵۲۷) شہرستانی کا خیال ہے وہ ایران کے شمال مغربی علاقہ میں نہر کے کنارے پیدا ہوا جس کو ارس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (الملل والنحل ۱/۲۲۴-۲۲۵) مگر پہلی رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ یونانی اور دیگر ماخذ میں زرتشت کا تذکرہ مجوسی کی حیثیت سے کیا گیا ہے اور اسے مجوس قبیلہ کا ایک فرد دکھایا گیا ہے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ میڈیا کے علاقہ میں پیدا ہوا ہو۔ دیکھیے Encyclopeadia of religion and ethics Zoroastrianism

۵۱ھ تاریخ ہرودت ۱/۲۱۹ ۵۲ھ اعلام قرآن ص۵۲۷

۵۳ھ ڈاکٹر حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ ص۱۱۱، بیروت ۱۹۶۹ء